حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی

حضرت الاستاذ مولانا محمد حبیب اللہ مختار دہلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واجداد متحدہ ہندوستان کے شمال مغربی سرحدی صوبہ موجودہ ''کے، پی، کے'' کے پشتون قبائلی علاقے سے ہجرت کر کے کسی زمانے میں ہندوستان کے دارالخلافہ دہلی میں وارد ہوئے اور کئی پشتوں سے وہیں آباد رہے، بعد میں آپ کی دہلوی شناخت، نسبی قبائلی شناخت پر غالب آ گئی اور آپ کا خاندان دہلوی کہلانے لگا، چنانچہ آپ کے والدگرامی حکیم مختار حسن خان حاذق دہلوی سے پہچانے جاتے تھے۔ آپ کے ہاں ۱۹۴۴ء کو دہلی ہی میں ایک ہونہار فرزندارجمند کی ولادت ہوئی، جس کا نام انہوں نے ''حبیب اللہ مختار'' تجویز کیا، دہلی کے علمی، تاریخی اور ثقافتی ماحول میں آنکھ کھولنے والے یہ ہونہار فرزند اپنی عمر عزیز کے تیسرے سال میں اپنے والدین اور خاندان کے ہمراہ ۱۹۴۷ء کو دہلی سے ہجرت کر کے کراچی آ کر آباد ہوئے۔

حکیم مختار حسن خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خاندانی رسوم وآداب کے تحت سن شعور میں داخل ہوتے ہی اپنے اس ہونہار فرزند کے لیے گھر کے دینی ماحول کے ساتھ ساتھ درسگاہ کے تعلیمی ماحول کا انتظام بھی فرمایا اور اس وقت کراچی کی دینی درسگاہوں میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ دارالعلوم نانک واڑہ (جو بعد میں دارالعلوم کراچی کہلانے لگا) میں ابتدائی دینی تعلیم دلائی، ۱۹۵۴ء میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن (حال جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی) قائم ہوا تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی تکوینی وروحانی کشش حضرت حکیم مختار حسن خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہونہار فرزند کو بنوری ٹاؤن میں کھینچ لائی، انہوں نے درس نظامی کے درجات علیا کی تکمیل بنوری ٹاؤن میں فرمائی، ۱۹۶۳ء میں سند فراغت حاصل کی اور مولوی محمد حبیب اللہ مختار دہلوی بن کر درس نظامی سے فارغ التحصیل ہوئے، پھر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لیے فقہ اور حدیث میں تخصص کی طرف رُخ موڑا اور دونوں موضوعات میں خداداد صلاحیتوں کے بھرپور جوہر دکھلائے۔ دارالافتاء میں مفتی

اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن خان ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرتربیت علمی وتحقیقی فتاویٰ کی تمرین کی اور حضرت مولانا علامہ محمد عبدالرشید النعمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرسایہ تخصص فی الحدیث کیا اور ''السنۃ النبویۃ والقرآن الکریم '' کے عنوان سے حجیتِ حدیث پر وقیع علمی وتحقیقی مقالہ تحریر فرمایا، جس کے امتیازی نمبرات کی بناپر آپ تخصص فی الحدیث کی سند کے اعزاز سے نوازے گئے۔

۱۹۶۶ء میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ ہی کے حکم پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور چار سال تک وہاں زیرتعلیم رہے، وہاں چار سالہ نصاب مکمل کر کے ۱۹۷۰ء میں واپس جامعہ تشریف لائے، اس کے بعد ۱۹۷۳ء میں جامعہ کراچی سے ایم،اے اسلامیات کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۸۱ء میں کراچی یونیورسٹی سے پی،ایچ،ڈی (P.H.D) کی ڈگری بھی حاصل کی، ساتھ ساتھ افتاء کی تمرین اور تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گرویدگی کے دوطرفہ تعلق کے نتیجہ میں روحانی فرزندی کے بعد ۱۹۷۲ء میں نسبتی فرزندی کا اعزاز بھی پایا، اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کے فرد اور جامعہ کے ایسے رکن رکین بن گئے کہ اپنی خاکستر ہڈیاں بھی حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں جامعہ کی مٹی کے سپرد کروائیں!

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

جامعہ سے وابستگی کا آغاز مدرس اور رفیق دارالتصنیف کی حیثیت سے ہوا، تدریس کے میدان میں ابتدائی کتب سے شروع ہوکر درسِ نظامی کی آخری بڑی کتاب صحیح بخاری شریف تک ہر اہم کتاب آپ کے زیردرس رہی۔ ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء میں جامعہ کے ناظم تعلیمات اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سید مصباح اللہ شاہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے وصال پُرملال کے بعد بخاری شریف کے دونوں حصے آپ ہی کے زیردرس رہے، رفیق دارالتصنیف کی حیثیت سے حضرت الاستاذ نے اپنے شیخ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے کئی علمی وتحقیقی خوابوں کو عملی جامہ پہنانے کا اعزاز پایا، جن میں ''**کشف النقاب عمایقولہ الترمذی: وفی الباب**'' سرفہرست ہے، جس کی پانچ جلدیں طبع ہوچکی ہیں، اس کے علاوہ پچاس سے زائد چھوٹی بڑی کتب اور تراجم اپنے علمی ورثہ میں چھوڑیں اور یوں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے دارالتصنیف کی رفاقت کے لیے انتخاب کو درست ثابت کردکھایا۔

۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال کے بعد ان کی تحریری وصیت کے مطابق ان کی زندگی کے جانشین حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن نوراللہ مرقدہٗ کو جب جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مسندِ اہتمام کی ذمہ داری سونپی گئی تو اہتمام کی نیابت کے لیے حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب باصواب عمل میں آیا اور آپ نائب مہتمم کی حیثیت سے کاروانِ بنوریؒ کے

www.banuri.edu.pk

حدی خواں بن گئے، مگر نیابت کی ذمہ داری ایسی سلیقہ مندی اور شائستگی سے نبھائی کہ انتظامی مشاغل کو اپنے علمی وتحقیقی مشاغل پر حاوی نہیں ہونے دیا، آپ کی نیابت کی نشست وہی رہی جو آپ کی تحقیق وتصنیف کی نشست تھی، چنانچہ اہتمام کی نیابت کے عرصہ میں آپ کا مشغلہ درس اور تصنیف سے ایسا جڑا رہا کہ آپ کی انتظامی ذمہ داری سے پہلے اور بعد کی زندگی میں کسی نے کوئی فرق محسوس نہیں کیا۔

۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء میں جب جامعہ کے مہتمم ثانی حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت فاجعہ کا سانحہ پیش آیا تو جامعہ کی مجلس منتظمہ نے حسب دستور تین روزہ مسنون سوگ کے بعد باہمی اتفاق رائے سے حضرت مولانا حبیب اللہ مختار رحمۃ اللہ علیہ کو جامعہ کے اہتمام کی ذمہ داری سونپی اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند مولانا سید محمد بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو نائب مہتمم مقرر کیا گیا، اس موقع پر جامعہ کے منصب اہتمام کے ساتھ ساتھ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی نظامت علیا کا منصب بھی خالی ہوا تھا، اس منصب کی ذمہ داری اُٹھانے کے لیے بھی مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا انتخاب عمل میں آیا، چنانچہ آپ پر بیک وقت جامعہ کے مہتمم اور وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ کی ذمہ داریاں عائد ہوگئیں۔

بعض لوگ حیران تھے کہ ایک گوشہ نشین محض علمی وتحقیقی ذوق کی حامل شخصیت اتنی بڑی انتظامی ذمہ داریوں سے کیسے عہدہ برآ ہوسکتی ہے؟! مگر وقت نے آپ کے انتخاب کو ایسا درست ثابت کیا کہ آپ کے حسن انتظام کی مثالیں دی جانے لگیں۔ جامعہ میں آپ کا معمول یہ رہا کہ صبح آٹھ بجے درس گاہ تشریف لاتے، شروع شروع میں ایک، پھر مسلسل دو گھنٹے درس دینے کے بعد دفتر میں بیٹھتے اور ظہر کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے، ظہر تا عصر گھر میں آرام کی ترتیب رہتی، اور عصر کی نماز کے لیے تشریف لاتے تو پھر رات کو دیر تک دفتر میں موجود رہتے تھے، اس دوران دفتری امور کے علاوہ اپنے تصنیفی وتحقیقی کام بھی سرانجام دیتے، یہ آپ کی زندگی بھر کا معمول رہا۔

دوسری طرف وفاق المدارس العربیہ کی نظامتِ علیا کی ذمہ داریوں کے علاوہ پورے ملک کے مدارس سے تعلق وربط بھی بے مثال رہا، کبھی بلا اطلاع دور دراز علاقوں میں پہنچ جاتے، کبھی وفاق کے امتحانی نظم کے عنوان سے کراچی سے لے کر سندھ، بلوچستان، پنجاب اور سرحد کے دور دراز کے امتحانی مراکز کا ایک ہی ہفتہ میں معائنہ فرمالیا کرتے تھے، یہ مختصر وقت کا ہنگامی سفر کتنا مشکل یا کتنا آسان ہے اس کا اندازہ وہی لوگ لگاسکتے ہیں جو اس وقت ان کے ہم سفر ہوا کرتے تھے، آپ کی یہ انتظامی فعالیت اپنی مثال آپ ہی ہے۔

بہرکیف! حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت شخصیت پر کئی پہلوؤں

www.banuri.edu.pk

سے پی.ایچ.ڈی کی گنجائش بلکہ ضرورت ہے، میری معلومات کے مطابق بعض جامعات میں آپ کی شخصیت کے علمی وتحقیقی پہلو سے کام بھی ہورہا ہے۔

مجھے میرا یہ فراموش کردہ سبق ہماری جامعہ کے ایک باتوفیق، علم دوست فاضل، عزیز القدر مولانا سید زین العابدین صاحب حفظہٗ اللہ نے یاددلایا، جوحضرت الشیخ کی حیات وسوانح پر کام کا ارادہ رکھتے ہیں، انہوں نے مجھے بھی احساس دلایا کہ دیگر بعض اساتذۂ کرام کی طرح اپنے استاذ گرامی حضرت شیخ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی کچھ ٹوٹے پھوٹے کلمات یکجا کردوں، چنانچہ برادرم زین العابدین کی تحریک وتحریض کی بدولت میں اس سعادت سے جیسے تیسے سہی ہمکنار ہورہا ہوں، ورنہ بار بار ارادہ کے باوجود یہ موقع نہیں مل پایا تھا، جس کا ایک اولین سبب یہ بھی رہا کہ ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء میں جب آپ کی شہادت ہوئی تو اس وقت ہم تخصص فی الفقہ سال اول کے طالب علم تھے، تخصص کا اگلا سال بھی یوں ہی طالب علمانہ مشاغل میں رہا اور تقرر کے اوائل میں یہ شعور ناپختگی کا شکار رہا، پھر جب خیال آیا تو ہر نیا حادثہ پرانے حادثے کا تسلسل بنتا چلا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت الشیخ مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دنیا و آخرت کے ہم سفر حضرت الاستاذ مولانا مفتی عبدالسمیع شہید رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر جامعہ کے تاحال آخری شہید برادرِ گرامی مولانا قاری افتخار احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ تک تمام شہداء بنوری ٹاؤن کے خون کی برکت سے جامعہ کو تاقیامت قائم ودائم رکھے، اس کے فیض کو جاری وساری فرمائے، مزید حادثات سے محفوظ ومامون فرمائے اور ہمیں اپنے اکابرومشائخ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

أللّٰہم اغفر موتٰنا وموتٰی المسلمین ، أللّٰہم اغفرلہم وارحمہم ، وارفع درجاتہم وأکرم نزلہم ، واجعلہم من ورثۃ جنّٰت النعیم ، آمین